ZAUQ-E-TAHQEEQ
www.Zauq-e-Tahqeeq.com
editor@zauq-e-tahqeeq.com
ISSN PRINT: 2789-8776
ISSN ONLINE:2789-8784
Volume.8,Issue No.2 (2026)
(April to June)

سہ ماہی "آبشار" کے خصوصی شمارہ "ناول صدی نمبر" کا تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of "Novel Century Number," a Special Issue of the Quarterly Journal "Aabshar"

عمیر یاسر

پی ایچ۔ڈی اسکالر، شعبہ اُردو زبان وادب، یونی ورسٹی آف سرگودھا، سرگودھا

ڈاکٹر شاہد نواز

ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اُردو زبان وادب، یونی ورسٹی آف سرگودھا، سرگودھا

Umair Yasir

Ph.D Scholar, Department of Urdu Language and Literature, University of Sargodha, Sargodha

Dr. Shahid Nawaz

Associate Professor, Department of Urdu Language and Literature, University of Sargodha, Sargodha

Article Details

Received:
June 10, 2026

Accepted:
June 20, 2026

Online Published:
June 30, 2026

Copyright: © 2026 by the authors. This is an open-access article distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license

Abstract: Literary journals have always played a significant role in promoting Urdu literature, exploring new literary dimensions, and critically examining various genres. The quarterly literary journal Aabshar also holds a prominent position in highlighting contemporary literary trends and encouraging creative and critical discourse. This research paper presents an introductory, thematic, and analytical study of the journal's Novel Century Special Issue. It examines the intellectual, artistic, and stylistic development of the Urdu novel over the past century through the critical essays, scholarly studies, interviews, and opinions of distinguished writers included in this special issue. Using descriptive and analytical research methods, the study classifies and evaluates the contents of the issue thematically.

Key words: *Aabshar*, Novel Century, Special Issue, Urdu novel, literary journals, analytical study, intellectual trends, narrative techniques.

اُردو زبان وادب کی ترقی، تشکیل اور ارتقاء میں ادبی رسائل وجرائد نے نہایت اہم اور بنیادی کردار ادا کیا ہے۔ان رسائل وجرائد نے نہ صرف تخلیقی ادب کی اشاعت وترویج کا فریضہ سر انجام دیا بلکہ تحقیقی، تنقیدی، فکری مباحث اور نئے رجحانات کو بھی فروغ دیا۔اُردو زبان وادب کی ترقی میں رسائل وجرائد کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں کیوں کہ ادب کے فروغ میں ان کا کردار نمایاں اور ناقابل فراموش دکھائی دیتا ہے۔اُردو کے ادبی رسائل وجرائد کی روایت میں خصوصی نمبروں کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے کیوں کہ یہ کسی مخصوص صنف، ادیب یا ادبی تحریک کا جامع اور دستاویزی مطالعہ پیش کرتے ہیں۔اُردو کی دیگر اہم اصناف کی طرح اُردو ناول

کے بھی خصوصی شمارے اور ناول نمبر شائع ہوئے جو اُردو ناول کی ترویج واشاعت کے ساتھ ساتھ اُردو ناول کے فکر و فن پر ایک مکمل اور جامع سندی و دستاویزی حیثیت کے حامل ہیں۔ اُردو کے ناول نمبروں میں "لوح"، "در بھنگہ ٹائمز"، "راوی"، "ادبیات" اور سہ ماہی "آبشار" شامل ہیں۔ سہ ماہی "آبشار" کا ناول صدی نمبر اسی روایت کی ایک اہم کڑی ہے۔

سہ ماہی "آبشار" محمد سلیم فواد کندی کی ادارت میں ضلع میانوالی کے ایک چھوٹے سے شہر کندیاں سے شائع ہو تا رہا ہے۔ یہ رسالہ زیادہ دیر تک تو نہ چل سکا اور اس کے صرف پانچ شمارے ہی نکل سکے مگر جو شمارے شائع ہوئے وہ ادب میں اپنے گہرے نقوش چھوڑ گئے جن کو فراموش کرنا ناممکن ہے، بالخصوص ناول صدی نمبر انتقادِ ناول میں ایک تحقیقی و تنقیدی دستاویز ہے۔ اس رسالے کے جو پانچ شمارے شائع ہوئے ان کا مختصر تعارف پیش کرنے کے بعد اس خاص شمارے کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا جائے گا۔ سہ ماہی "آبشار" کا پہلا شمارہ جولائی تا ستمبر ۲۰۱۵ء کو منظر عام پر آیا۔ اس شمارے میں گوشہ شاعری (حصہ غزل و نظم)، گوشہ فکشن اور گوشہ تنقید وغیرہ شامل تھے۔ دوسرا شمارہ اکتوبر تا دسمبر ۲۰۱۵ء کو شائع ہوا، اس میں بھی گوشہ شاعری، گوشہ فکشن اور گوشہ تنقید شامل تھے، مگر اس شمارے میں عبداللہ حسین، سید مبارک شاہ اور دانیال طور کے خصوصی گوشے کافی معلومات افزا دکھائی دیتے ہیں ۔ تیسرا شمارہ جنوری تا مارچ ۲۰۱۶ء شائع ہوا اس شمارے میں بھی گوشہ شاعری، گوشہ فکشن اور گوشہ تنقید شامل ہیں۔ چوتھا شمارہ فروری ۲۰۱۷ء کو شائع ہوا جو کہ ناول صدی نمبر کے طور پر شائع ہوا جس پر تفصیل سے بحث کی جائے گی۔ سہ ماہی "آبشار" کا پانچواں شمارہ جون ۲۰۱۷ء میں شائع ہوا، اس شمارے میں بھی گوشہ شاعری، گوشہ فکشن، گوشہ تنقید اور خصوصی گوشہ شاہین کاظمی شامل ہیں۔

سہ ماہی "آبشار" کتابی سلسلہ کا خصوصی نمبر، ناول صدی نمبر فروری ۲۰۱۶ء میں شائع ہوا۔ یہ اس رسالے کا چوتھا (۴) شمارہ تھا جو محمد سلیم فواد کندی کی زیر ادارت کندیاں ضلع میانوالی سے شائع ہوا۔ اس شمارہ کی معاون مدیرہ شہناز رحمٰن ہیں اور اس شمارے کے ناشر ناصر ملک چوک اعظم لیہ ہیں۔ اس شمارے کی خاصیت یہ ہے کہ اس میں کوئی دوسرا گوشہ شامل نہیں بلکہ یہ شمارہ صرف اور صرف ناول کے لیے مختص کیا گیا ہے۔ زیر نظر شمارہ اُن کے تمام شماروں میں سے منظم اور تحقیقی معیارات پر پورا اُترتا دکھائی دیتا ہے۔ یہ شمارہ اکیسویں صدی میں اُردو ناول کی تنقیدی روایت کو منظم و مرتب کرتا دکھائی دیتا ہے۔ ضیاء اللہ نے سہ ماہی "آبشار" کی علمی و ادبی خدمات پر شعبہ اُردو، یونی ورسٹی آف سرگودھا سے ڈاکٹر شاہد نواز کی زیر نگرانی بی۔ ایس اُردو کا مقالہ بعنوان "سہ ماہی "آبشار" کا تعارفی و توضیحی مطالعہ" تحریر کیا ہے۔ جس میں انھوں نے تمام شماروں کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا ہے، اس خاص شمارے (ناول صدی نمبر) کے خصائص اور انفرادیت پر بحث کرتے ہوئے ضیاء اللہ اپنے بی۔ ایس (اُردو) کے مقالہ "سہ ماہی "آبشار" کا تعارفی و توضیحی مطالعہ" میں لکھتے ہیں۔

> "یہ ایک منظم شمارہ ہے، جس کے ہر باب میں قارئین کو ناول کی ایک نئی دنیا دکھائی دیتی ہے۔ ہم بلاشبہ کہہ سکتے ہیں کہ محمد سلیم فواد کندی (مدیر) نے ناول صدی نمبر نکال کر اُردو ناول پر بہت بڑا کام کیا ہے۔ یہ کام کوئی چھوٹا اور بالکل آسان نہیں تھا، لیکن سلیم فواد کندی نے اپنی ان تھک محنت، جذبے اور اُردو ادب سے لگاؤ کی وجہ سے یہ بہت بڑا کارنامہ انجام دیا۔ ان کا یہ کام لائق تحسین و داد بھی ہے۔"(۱)

زیر نظر شمارے کا اداریہ محمد سلیم فواد کندی نے بعنوان "ابھی عشق کی منزلیں اور بھی ہیں" کے تحت لکھا ہے۔ اس شمارے کو پانچ حصوں میں منقسم کیا گیا ہے، حصہ اول: ناول اور ناول نگاروں کے انٹرویوز پر مشتمل ہے۔ اس حصہ میں پانچ ناول نگاروں کے

انٹرویوزاوران کی ناول نگاری پر تحقیقی و تنقیدی مضامین شامل ہیں۔اس حصہ میں جن ناول نگاروں کے انٹرویوز شامل ہیں اُن میں مستنصر حسین تارڑ، مشرف عالم ذوقی، محمد حمید شاہد، ڈاکٹر وحید احمد اور محمد الیاس شامل ہیں۔حصہ اول میں ان پانچ ناول نگاروں کے انٹرویوز جو کہ مدیران نے کیے، اس کے علاوہ جو مضامین شامل ہیں اُن میں مبین مرزا کا "ہم کہاں قسمت آزمانے جائیں (مستنصر حسین تارڑ کی ناول نگاری؛چند تاثرات)"، نجم الدین احمد کا "مستنصر حسین تارڑ قربتِ مرگ میں محبت"، ڈاکٹر منظر اعجاز کا "سانسوں کے زیر و بم کافنی اظہار"، محمد کامران شہزاد کا "محمد حمید شاہد کا ناول؛مٹی آدم کھاتی ہے"، ڈاکٹر روش ندیم کا "زینو:ایک ناول، ایک کردار" اور منشایاد کا "کہر پر ایک نظر" شامل ہیں۔

حصہ دوم:ناولوں کے فنی و فکری تجزیات پر مشتمل ہے جس میں معاصر ناولوں کے تحقیقی، تنقیدی اور تجزیاتی مطالعات پر مبنی اٹھارہ(۱۸) مضامین شامل ہیں۔ان اٹھارہ مضامین میں توصیف خان کا "موم کی گلیاں؛فنی اور تکنیکی مطالعہ"، مبین مرزا کا "زنجیر و خواب کی صدیاں"، محمد حمید شاہد کا "خالدہ حسین کا ناول؛کاغذی گھاٹ"، روبینہ تبسم کا "کاغذی گھاٹ کا تنقیدی مطالعہ وجودی تناظر میں"، معید ی رشیدی کا "کئی چاند تھے سر آسماں:چند باتیں حالیہ تناظر میں"، سائرہ غلام نبی کا "مصطفیٰ کریم کا ناول؛ قرطبہ"، اقبال خورشید کا "زندگی کے ہولناک گوشوں کا ماجرا"، حمید قیصر کا "مشرف عالم ذوقی اور ناول، لے سانس بھی آہستہ"، ڈاکٹر مرزا حامد بیگ کا "خوشبو کی ہجرت"، سفینہ بیگم کا "غلام باغ۔روایت سے انحراف کی انوکھی جہت"، محمد ارشد کا "عبد الصمد کا ناول؛اجالوں کی سیاہی"، خالد اقبال یاسر کا "خلیج از خالد فتح محمد؛ایک ابتدائی مطالعہ"، ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی کا "آخری سواریاں ۔۔۔سید محمد اشرف کا ناول"، محمد فرحان دیوان کا "سید محمد اشرف اور آخری سواریاں"، نورین علی حق کا "خالد طور کے ناول "بالوں کا گچھا" پر ایک طائرانہ نظر"، جمیل عدیل کا "دائرہ۔۔۔ایک اہم ناول"، شازیہ شایانہ ایڈووکیٹ کا "بیلہ" اور شہناز رحمٰن کا "مٹی آدم کھاتی ہے؛بیانیہ میں ایک نیا تجربہ" شامل ہیں۔

حصہ سوم:"کچھ نئے ناول" کے عنوان کے تحت ہے جس میں جدید الاشاعت ناولوں پر سترہ(۱۷) مضامین شامل ہیں۔ان مضامین میں مشرف عالم ذوقی کا "نادیدہ بہاروں کی تلاش؛اکیسویں صدی اور عورت کا منظر نامہ"، خالد فتح محمد کا "کھوج پر ایک نظر"، اکرم پرویز کا "عزازیل؛متھ کلچر میں لپٹی کہانی"، ڈاکٹر ریاض توحیدی کا "دہشت زادی۔۔۔نثری مرثیہ"، سید کاشف رضوی کا "خالد جاوید کا نعمت خانہ"، رفاقت حیات کا "مشک پوری کی ملکہ؛ایک ناویلا یا تھرتھراہٹ"، ممتاز احمد خان کا "ناول: جاگے ہیں خواب میں؛تشکیک اور یقین کی حیرت انگیز کتھا"، قاسم یعقوب کا "لاشعور کی نفسیاتی گرہیں اور کہانی کا خواب"، سعید الدین کا "میر واہ کی راتیں"، ڈاکٹر اشہد ندیم الفت کا "مطالعاتی روشنی میں ایک بوند اُجالا"، ڈاکٹر ریاض توحیدی کا "نیم بیوہ؛ Half Windo"، حمید قیصر کا "رضوانہ علی سید کا ناول:خواب گزیدہ"، جمیل حیات کا "تخم خوں؛دلت ڈسکورس کا نمائندہ ناول"، شیریں دہلوی کا "رحمان عباس اور روحزن میں ذکر ممبئی"، انجم پروین کا "آشوب گاہ ایک تجزیاتی مطالعہ"، سبین علی کا "ڈاکٹر نسترن فتیحی کے ناول "لفٹ" میں وقت بطور بیانیہ اور کردار" اور پروفیسر قدوس جاوید کا "جس دن سے۔۔عصری بحران کا آئینہ" شامل ہیں۔

حصہ چہارم:"ناول پر مضامین" کے عنوان کے تحت ہے جس میں ناول پر سات(۷) تحقیقی و تنقیدی مضامین شامل ہیں۔اُن سات مضامین میں مبین مرزا کا "کہانی اور تقدیر کا سفر (چند باتیں انتظار حسین کے بارے)"، ڈاکٹر غفور شاہ قاسم کا "پاکستانی ناول کی تخلیقی جہات"، ڈاکٹر ابو بکر عباد کا "اُردو ناول کی تہذیبی جہات اور اہم کردار"، ڈاکٹر صلاح الدین درویش کا "اُردو ناول کی

تدریس۔۔ نیا تناظر"، محمد غالب نشتر کا "ہم عصر ہندوستانی اُردو ناول نگاروں میں موضوعات کا تنوع"، سیمیں کرن کا "میرے کچھ پسندیدہ ناول" اور عمر فرحت کا "زبان کا تخلیقی استعمال اور ناول" شامل ہیں۔

زیر نظر شمارے کا آخری اور پانچواں حصہ "زیر طبع ناولوں کے ابواب" پر مشتمل ہے۔ اس حصہ میں طاہرہ اقبال کے ناول "نیلی بار" اور اقبال خورشید کے ناول "تکون کی چوتھی جہت" سے ایک ایک باب اور ان ناولوں سے متعلق مختصر تعارفی و تاثراتی تحریریں شامل ہیں۔ ان تعارفی و تاثراتی تحریروں میں طاہرہ اقبال کے ناول پر مستنصر حسین تارڑ کا دیباچہ اور اقبال خورشید کے ناول پر مستنصر حسین تارڑ اور ڈاکٹر حسن منظر کے تبصرے شامل ہیں۔ اس حصے کے آخر میں "آبشار" پر دو بھارتی تبصرہ نگاروں توصیف بریلوی اور ڈاکٹر احسان عالم کے تبصرے شامل ہیں۔

محمد سلیم فواد کندی نے سہ ماہی "آبشار" کے ناول صدی نمبر کو بڑی عرق ریزی سے منظم و مرتب کیا ہے۔ جس ترتیب سے انھوں نے شمارے کے مندرجات اکٹھے کر کے اُن کو ایک لڑی میں پرویا ہے یہ اُردو ادب اور بالخصوص اُردو ناول سے اُن کی گہری دل چسپی کا اظہار ہے۔ اُن کی اس منظم ترتیب نے شمارے کو اُردو ناول کی جدید تنقیدی تاریخ بنا دیا ہے اور یہ اکیسویں صدی کے ابتدائی ڈیڑھ عشرے کی ناولاتی تنقید میں نمایاں مقام رکھتی ہے۔ مدیر "آبشار" محمد سلیم فواد کندی اکیسویں صدی کو ناول کی صدی قرار دیتے ہیں اور اس صدی میں ناول کی مقبولیت اور ناول سے قارئین ادب کی دل چسپی کو خوش گوار قرار دیتے ہوئے اداریہ میں لکھتے ہیں۔

> "میں بچپن سے اُردو ناولوں کا عاشق رہا ہوں۔ برصغیر میں ایک سے بڑھ کر ایک ایسے ناول نگار موجود ہیں جن کی تحریریں رواں اور شگفتہ اُسلوب کی حامل ہیں۔ جذبات نگاری، سوز و گداز، عشق کی قلبی واردات سے آگے ہمارے یہ ناول نگار مستقبل پر کمندیں ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مضمون آفرینی، پرواز تخیل اور ندرت موضوع کے سبب یہ تحریریں ہر خاص و عام میں اعتبار کا درجہ حاصل کر چکی ہیں بے شک یہ صدی ناولوں کی صدی ہے۔"(۲)

محمد سلیم فواد کندی نے اداریہ میں شمارے کی اشاعت، اس کے مندرجات اور ناول کے مستقبل کے حوالے سے بہت سی پیشن گوئیاں کیں ہیں۔ انھوں نے اکیسویں صدی کو ناول کی صدی قرار دیتے ہوئے ناول صدی نمبر نکالا اور یہ اعلان کیا کہ یہ صدی ناول کی صدی ہے۔ اُنھوں نے صرف اعلان ہی نہیں کیا بلکہ اس کی وجوہات بھی قلم بند کی ہیں، اس اعلان کے ساتھ انھوں نے جو وجوہات اور اشارات دیئے وہ بھی اُن کی اُردو ناول سے وابستگی اور ناول کے بارے آگاہی کا منہ بولتا ثبوت دکھائی دیتے ہیں۔ اُن کی طرف سے اکیسویں صدی میں ناول کی مقبولیت کے حوالے سے پیش کی گئی وجوہات دیکھیے۔

شمارے کا حصہ اول پانچ ناول نگاروں سے انٹرویوز اور اُن پانچ ناول نگاروں پر مختلف ناقدین ناول کے مضامین پر مشتمل ہے، جو قارئین کو ناول، ناول نگار اور ناول کی ابتدائی مبادیات سے روشناس کرواتے ہیں۔ ناول نگاروں سے لیے گئے انٹرویوز اُن کی شخصی زندگی، ناول کی طرف میلان کی وجوہات اور متعلقات ناول کے حوالے سے ابتدائی نوعیت کے غیر معمولی دستاویزات کی حیثیت رکھتے ہیں۔ محمد سلیم فواد کندی مدیر "آبشار" نے مستنصر حسین تارڑ سے انٹرویو لیتے ہوئے اُن کے ناول "قربتِ مرگ میں محبت" کی انفرادیت کے حوالے سے ایک سوال کیا، جس کے جواب میں مستنصر حسین تارڑ نے جواب دیا جس سے ناول کی چند ابتدائی مبادیات اور ناول نگار کی اپنی تخلیقات کے حوالے سے فکر عیاں ہوتی ہے۔ سوال کے جواب میں مستنصر حسین تارڑ لکھتے ہیں۔

"سلیم فواد کندی:۔ "قربتِ مرگ میں محبت" آپ کے دوسرے ناولوں سے کس حد تک مختلف ہے؟ مستنصر حسین تارڑ:۔ میرے دو ناول ایسے ہیں جن کا پیٹرن ایک ہی ہے۔ ایک "راکھ" ہے اور اس کے بعد "خس وخاشاک زمانے"۔ ان دونوں کا پیٹرن ایک ہے۔ لیکن باقی جتنے ناول ہیں اُن سب کا پیٹرن مختلف ہے، منفرد ہے۔ "قلعہ جنگی" مختلف ہے اب جو آیا ہے "اے غزالِ شب" وہ مختلف ہے۔ "ڈاکیا اور جولاہا" مختلف ہے۔ چونکہ میں یہ محسوس کرتا ہوں اور میری خواہش ہوتی ہے کہ اگر میں ایک اور ناول لکھوں تو وہ جو اپنا ہی اُسلوب ہے، جس میں میں قید ہو چکا ہوں، اُس سے آزاد ہو کر میں جو ایک نیا اُسلوب ہے اس میں اُتروں۔ وہ جو اُسلوب ہے وہ آپ Manifactured نہیں کرتے۔ وہ جو موضوع ہوتا ہے آپ کا، وہ اُسلوب وہ خود لے کر آتا ہے۔ چنانچہ "قربتِ مرگ میں محبت" جو ہے جیسا کہ آپ جانتے ہوں گے یہ ایک ٹئیر آلوجی ہے۔ پہلے "بہاؤ" اس کے بعد "راکھ" اور اس کے بعد "قربتِ مرگ میں محبت" ان تینوں میں یہ ٹئیر آلوجی ہے لیکن یہ ایسی ٹئیر آلوجی ہے کہ انھیں Independent طور پر پڑھا جائے تو یہ ایک مکمل ناول ہے۔ اور کہیں نہ کہیں وہ آپس میں جڑے ہوتے ہیں۔ جس طرح سمندروں کے نیچے ایک رو بہتی ہے نہ گرم پانیوں کی ۔۔۔۔۔۔۔ تو اسی طرح ان تینوں ناولوں کی تہہ میں ایک رو ہے۔ اور وہ رو ہے تین دریاؤں کی۔ "بہاؤ" نے جو خشک ہو چکا ہے سرسوتی، "راکھ" میں راوی اور "قربتِ مرگ میں محبت" اس میں سندھ ہے اور ان کے خشک ہونے کے بیان۔ اس حساب سے یہ جڑے ہوئے ہیں۔ Other Wise جو کہانی یا مواد یا داستان ہے اس کے حوالے سے تینوں بہت مختلف ہیں۔"(۳)

انٹرویوز سے ناول نگاروں کی ذاتی ترجیحات و معیارات سے بھی آشنائی ہوتی ہے اور ناول کے فکر و فن پر تنقیدی آرا بھی سامنے آتی ہیں جو انتقادِ ناول کی روایت کو مثبت انداز میں آگے بڑھانے کا کام کرتی ہیں۔ درج بالا اقتباس سے مستنصر حسین تارڑ کی ناول نگاری، موضوعات، اُسلوب، دریاؤں کا تذکرہ اور اُن سے جڑی روایات واقدار سامنے آتی ہیں۔ جس سے اُن کی ناول نگاری کو پڑھنے، سمجھنے اور اُس کی نئی توجیہات کو سامنے لانے میں مدد ملتی ہے۔ اُن کو دریا اور اس سے جڑی تہذیبوں سے گہری عقیدت تھی اسی لیے انھوں نے اپنے تین بڑے ناول دریاؤں سے وابستہ تہذیبوں کو بیان کرتے ہوئے لکھے۔ اُن کی ناول نگاری پر اس حصہ میں دو مضامین شامل ہیں، جس میں ایک مبین مرزا کا اور دوسرا نجم الدین احمد یہ دونوں مضامین اس حصہ کے تحقیقی و تنقیدی اعتبار سے بہترین مضامین ہیں۔ نجم الدین احمد کا مضمون "مستنصر حسین تارڑ اور قربتِ مرگ میں محبت" تارڑ کے ناول کا تحقیقی و تنقیدی تجزیہ ہے، جس میں انھوں نے اس ناول کی فکر و فن کو تنقیدی انداز میں بیان کیا ہے۔ مبین مرزا نے تارڑ کی مکمل ناول نگاری کا تجزیہ پیش کیا ہے اور اُن کی ناول نگاری کے

بہترین اور کمزور پہلوؤں کو سامنے لانے کی کوشش کی ہے۔ مبین مرزا اپنے مضمون "ہم کہاں قسمت آزمانے جاتے (مستنصر حسین تارڑ کی ناول نگاری: چند تاثرات)" میں تارڑ کے ناول "خس وخاشاک زمانے" پر بات کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

> "پنجاب کی زندگی، ثقافت اور سماجی تناظر کو "خس وخاشاک زمانے" کی بنیاد بنایا گیا ہے۔ اس حوالے سے اس ناول کو سماجی ساگا کہا گیا۔ اس میں نسلوں کی کہانی ہے۔ زبان، ثقافتی مظاہر، موسم، اشجار، لینڈ اسکیپس، فصلیں ،کھلیان، مزدور، عوام، خواص، جڑوں کی تلاش، انفرادی اور اجتماعی شخصیت کے روپ۔۔ مسالا تو اس ناول میں بہت ہے، لیکن بس وہی شے نہیں ہے جو ایسے کسی تخلیقی کام کو اپنے قاری کے زندہ تجربے میں ڈھال دیتی ہے۔"(۴)

اس مضمون میں مبین مرزا نے تارڑ کی ناول نگاری کا مکمل تجزیہ کیا ہے۔ انھوں نے تارڑ کی ناول نگاری کو اُن کی انفرادیت کے ساتھ منظر عام پر لانے کی کوشش کی ہے۔ علاوہ ازیں اس حصہ کے دیگر مضامین بھی انتقادِ ناول کی روایت میں بہترین اضافہ ہیں ۔ حصہ دوم اٹھارہ تحقیقی و تنقیدی مضامین پر مشتمل ہے جس میں ناول کے فکر و فن پر تجزیات شامل ہیں۔ اس حصہ کے تمام مضامین اپنی نوعیت کے جان دار اور توانا مضامین ہیں جن کی تحقیقی و تنقیدی اہمیت سے بہر طور انکار ممکن نہیں، مگر اس حصہ کے بہترین مضامین میں محمد حمید شاہد کا "خالدہ حسین کا ناول؛ کاغذی گھاٹ"، معید رشیدی کا "کئی چاند تھے سر آسماں: چند باتیں حالیہ تناظر میں "، ڈاکٹر مرزا حامد بیگ کا "خوشبو کی ہجرت"، سفینہ بیگم کا "غلام باغ۔۔ روایت سے انحراف کی انوکھی جہت" اور خالد اقبال یاسر کا "خلیج از خالد فتح محمد؛ ایک ابتدائی مطالعہ" شامل ہیں۔

محمد حمید شاہد نے خالدہ حسین کے ناول "کاغذی گھاٹ" کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ پیش کیا ہے ۔ انھوں نے اس ناول کے عنوان، موضوع اور فکر و فن کو ایک ڈرامائی انداز میں اس طرح بیان کیا ہے کہ مضمون کو پڑھتے ہوئے بوریت اور اکتاہٹ کی بجائے تجسس اور تحیر رہتا ہے اور قاری مکمل مضمون پڑھے بغیر نہیں رہ سکتا، انھوں نے تحقیقی و تنقیدی مضمون کو اس طرح افسانویت بخشی ہے کہ وہ تحقیقی و تنقیدی مضمون ہوتے ہوئے بھی افسانہ نظر آتا ہے۔ ناول کی شروعات کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

> "خالدہ حسین کا ناول "کاغذی گھاٹ" وہاں سے شروع ہوتا ہے جہاں سے کینوس ختم ہو گیا تھا، جہاں کہیں سے فکری غذا پانے والی ترقی پسندی ختم ہو جاتی ہے، جہاں لایعنی جدیدیت بھی ختم ہو جاتی ہے۔ ممکن ہے تصویر والی عورت کی بات ادھوری رہ گئی ہو۔ ممکن کیا، ایسا ہو چکا ہے، جہاں میری بات میں عورت کے وجود سے وابستہ لذت کو داخل ہو چاہیے تھا وہاں کوسوں کمانوں سے میں برگشتہ ہو گیا ہوں۔۔۔۔ اتنا برگشتہ کہ اپنی اس حرکت پر میں تو باقاعدہ جھینپنے لگا ہوں ۔"(۵)

محمد حمید شاہد نے اسی افسانوی اسلوب اور ڈرامائی انداز میں ناول کے فکر و فن کا تجزیہ کیا ہے۔ ناول کے اسلوب، مرقع نگاری، مکالمات اور کردار نگاری کو اسی انداز سے سامنے لاتے ہیں۔ ناول کی کردار نگاری کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"اس میں آپانور ہے۔ یہ بھی گوری چٹی ہے، اس کے بال بھی سنہرے ہیں ۔ دھان پان سی لڑکی، نہر میں مچھلی کی طرح تیرنے والی۔۔۔ بڑے مزے سے کپڑوں سمیت نہر پار کرنے والی۔ آپانور جو اپنے بے پناہ حسن کی وجہ سے بے شمار حماقتیں کرتی ہے۔ اس ناول میں روشنی بن کر طلوع ہوتی ہے، یوں کہ متن جگمگانے لگتا ہے مگر جلد ہی پہلے سے کنبہ رکھنے والے مختار کے ساتھ شٹل کاک برقعے میں رخصت ہو جاتی ہے۔ رخصت کہاں ہوتی ہے، ناول کے آخر میں وہ انجام دکھانے آتی ہے جس سے ناول نگار نے اسے دوچار کرنا تھا۔"(۶)

محمد حمید شاہد کا مضمون منفرد حیثیت کا حامل تجزیہ ہے ۔ معیدی رشیدی نے شمس الرحمٰن فاروقی کے ناول "کئی چاند تھے سر آسماں" کا بہترین فکری و فنی تجزیہ پیش کیا ہے۔ سفینہ بیگم کا مضمون مرزا اطہر بیگ کے ناول "غلام باغ" کے تجزیے پر مبنی ہے جس میں موضوعاتی سطح پر روایت سے انحراف کو تجزیاتی انداز میں زیر بحث لایا گیا ہے اُن کا یہ مضمون کئی اور جگہوں پر بھی شائع ہوا ہے۔ ڈاکٹر خالد اقبال یاسر کا مضمون خالد فتح محمد کے ناول "خلیج" کے تجزیے پر مبنی ہے۔ خالد اقبال یاسر نے مشرقی پاکستان کی علیحدگی اور اس کی وجوہات کو سیاسی، سماجی، لسانی اور دیگر اہم پہلوؤں سے پرکھ کر تجزیہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ کیوں کہ زیر نظر ناول کا موضوع یہی المیہ ہے۔ ڈاکٹر خالد اقبال یاسر ناول میں اس المیے کی پیش کش اور ناول نگار کے طریقہ کار پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"وہ بہر حال ایک ناول نگار ہے اس لیے وہ سیاسی وقائع نگار یا سماجیات کے کسی عالم کی طرح پیش نہیں آیا۔ اس نے ناول کے تجزیاتی حصے زیادہ طویل بھی نہیں ہونے دیئے۔ بلکہ انھیں ناول کی بنت میں غیر محسوس طور پر شامل کر دیا ہے، ورنہ ناول دلچسپ نہ رہتا اور قاری اکتاہٹ کا شکار ہو جاتا۔ مشرقی بنگال کی اس تحریک آزادی کے بارے میں وہ اپنا کوئی نقطہ نظر ضرور رکھتا ہو گا مگر اس نے کسی بھی طرح اس نظریے کو قاری پر ٹھونسنے کی کوشش نہیں کی بلکہ باتوں باتوں میں اس کی تربیت کی ہے کہ وہ بھی اس انسانی المیے کے طور پر ہی سمجھ سکے کہ انسان حالات کے جبر کے ہاتھوں کس قدر لاچار ہو جاتا ہے۔"(۷)

ڈاکٹر خالد اقبال یاسر نے ناول کے تمام فکری و فنی پہلوؤں کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا ہے، انھوں نے اس المیہ سے جڑے سیاسی ، سماجی، لسانی اور تاریخی پہلوؤں کو زیر بحث لاتے ہوئے ناول کا تجزیہ پیش کیا ہے۔ ناول کی کردار نگاری ، بنگالی لڑکیوں کے حسن وادا، سیاسی و سماجی کردار اور اس المیہ سے جڑے کرداروں کے جذبات کو بڑے مفصل انداز میں بیان کیا گیا ہے ۔ اس حصے کے تمام مضامین اپنی الگ انفرادیت کے حامل ہیں جن کی تاریخی و تنقیدی اہمیت سے انکار ممکن نہیں، کیوں کہ سب ایک الگ ناول کی جزئیات کو سامنے لاتے ہیں۔ جو کہ انتقادِ ناول کی روایت میں ایک مثبت اضافہ سے کم نہیں اور اکیسویں صدی میں اُردو ناول کی تنقید پر بات کرتے وقت ان مضامین کو شامل نہ کرنا بھی ادبی و تحقیقی طور پر درست نہیں ہو گا۔ کیوں کہ اکیسویں صدی میں اُردو ناول کی تنقیدی روایت میں یہ شمارہ ایک دستاویزی حیثیت کا حامل شمارہ ہے۔

شمارے کا حصہ سوم سترہ مضامین پر مشتمل ہے جس میں نئے ناولوں پر تحقیقی و تنقیدی مضامین شامل ہیں۔ یہ حصہ اکیسویں صدی میں شائع ہونے والے ناولوں کے تجزیات پر مشتمل ہے۔ اس حصہ میں جن ناولوں پر مضامین شامل ہیں اُن میں نادیدہ بہاروں کی تلاش، کھوج، عزازیل، دہشت زادی، نعمت خانہ، مشک پوری کی ملکہ، جاگے ہیں خواب میں ، میرواہ کی راتیں ، ایک بوند اُجالا، نیم

بیوہ، خواب گزیدہ، تخم خوں، روحزن، آشوب گاہ، لفٹ اور جس دن سے شامل ہیں۔ تمام ناولوں پر ایک ایک مضمون شامل ہے جبکہ اختر رضا سلیمی کے ناول "جاگے ہیں خواب میں" پر دو مضامین شامل ہیں۔ اس ناول پر ممتاز احمد خاں کا مضمون "ناول، جاگے ہیں خواب میں؛ تشکیک اور یقین کی حیرت انگیز کتھا" اور قاسم یعقوب کا "لاشعور کی نفسیاتی گرہیں اور کہانی کا خواب" شامل ہیں۔ دونوں مضامین اس ناول کے فکری و فنی تجزیے پر مبنی ہیں جس میں اس ناول کے نفسیاتی پہلوؤں کو فکر و فن کے امتزاج سے جدید انسان کے باطنی مزاج سے ہم آہنگ کرتے ہوئے اس کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ ممتاز احمد خاں اس ناول کے موضوع پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

> "یہ عنوان ہمارے آج کے قاری کو یقیناً چونکا دینے کی کیفیت میں مبتلا کرتا ہے۔ شاعر اور ناول نگار اختر رضا سلیمی نے اس دلچسپ عنوان کے ذریعے ایسی جہات کو آشکار کیا ہے جو اپنی تفہیم کے حوالے سے ہمارے ذہن کو پراسراریت سے مملو پگڈنڈیوں، وادیوں اور پرپیچ راستوں کے طبیعاتی اور مابعد الطبیعاتی بھیدوں سے واقف کراتا ہے۔ یہ ایک جدید ناول ہے جس کے قصے کے ایک سرے پر محیر العقول واقعات کا پشتادہ ہے جو کسی غیر مرئی طاقت کی کارفرمائی کے نتیجے کے طور پر وجود میں آتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں تو دوسرے سرے پر انسان کے دریافت شدہ مخفی و غیر مخفی علوم کی عملی افادیت کا پتہ چلتا ہے۔"(۸)

اس ناول کی کہانی کے حوالے سے بات کرتے ہوئے قاسم یعقوب اپنے مضمون "لاشعور کی نفسیاتی گرہیں اور کہانی کا خواب (اختر رضا سلیمی کے ناول "جاگے ہیں خواب میں" کا ایک تاثر)" میں لکھتے ہیں۔

> "اس ناول میں کہانی جس تھیم کے ارد گرد گھومتی ہے یا جس تھیم کا تانا بانا بننے میں مصروف ہے وہ بھی دو حصوں میں تقسیم ہے۔ کہانی کا ایک حصہ زمان (مرکزی کردار، یا مرکزی تھیم) کی خواب بھری زندگی کی تحلیل نفسی (Psycho Analysis) کرتا نظر آتا ہے جب کہ دوسرا حصہ زمان کے آباؤاجداد کی کہانی پر مشتمل ہے جو زمان کے نکڑ دادے نور خان سے شروع ہوتی ہے۔"(۹)

حصہ سوم کے دیگر اہم مضامین میں مشرف عالم ذوقی، خالد فتح محمد، اکرم پرویز، رفاقت حیات اور شیریں دہلوی کے مضامین شامل ہیں۔ باقی ماندہ مضامین بھی اکیسویں صدی میں انتقادِ ناول کی روایت میں اہمیت کے حامل ہیں اور ان کی تاریخی و تنقیدی حیثیت سے بہر طور انکار ممکن نہیں ہے مگر درج بالا مضامین اس حصے کے بہترین مضامین ہیں۔ حصہ چہارم میں ناول پر سات تحقیقی و تنقیدی مضامین شامل ہیں۔ اس حصہ میں جن ناقدین ناول کے مضامین شامل ہیں اُن میں مبین مرزا، ڈاکٹر غفور شاہ قاسم، ڈاکٹر ابو بکر عباد، ڈاکٹر صلاح الدین درویش، محمد غالب نشتر، سیمیں کرن اور عمر فرحت شامل ہیں۔ مبین مرزا کا مضمون انتظار حسین کی ناول نگاری پر مبنی ہے جبکہ سیمیں کرن کا مضمون اُن کے کچھ پسندیدہ ناولوں کے تجزیات پر مبنی ہے۔ باقی تمام مضامین اُردو ناول نگاری کو کلیت میں رکھ کر اُن میں مختلف جہات کو سامنے لاتے دکھائی دیتے ہیں۔

ڈاکٹر غفور شاہ قاسم نے پاکستانی ناول کی تخلیقی جہات کو سامنے لانے کی کوشش کی ہے۔ انھوں نے جن پاکستانی ناول نگاروں کی ناول نگاری کی تخلیقی جہات کا تجزیہ کیا ہے اُن میں عزیز احمد، نسیم حجازی، قرۃ العین حیدر، شوکت صدیقی، خدیجہ مستور، عبداللہ حسین، انتظار حسین، بانو قدسیہ، ممتاز مفتی، الطاف فاطمہ، رضیہ فصیح احمد، مستنصر حسین تارڑ، ابوالفضل صدیقی، حسن منظر، محمد حمید شاہد، مظفر اقبال، اکرام اللہ، ابن صفی، شمس الرحمٰن فاروقی، مرزا اطہر بیگ، نکہت حسن، عمیرہ احمد اور ہاشم ندیم شامل ہیں ۔ یہ مضمون پاکستانی ناول نگاری کی تاریخ و تنقید پر مبنی ہے جس سے پاکستانی ناول نگاری کی مکمل تاریخ مرتب ہوتی بھی دکھائی دیتی ہے۔ ڈاکٹر ابو بکر عبادنے اُردو ناول کی تہذیبی جہات اور اہم کرداروں کا تجزیہ پیش کیا ہے۔ ڈاکٹر ابو بکر عبادنے اُردو زبان کی وسعت، ہمہ گیری اور صنف ناول میں دنیا کی تمام تہذیبوں کی پیش کش اور اس سے جڑے اہم کرداروں کی پیش کش پر بحث کی ہے، وہ اُردو ناول میں تمام تہذیبوں کی عکاسی اور اس کی پیش کش کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

> ”اس میں شک نہیں کہ اُردو، دنیا کی واحد زبان ہے جو تمام تہذیبوں کے لیے ماں کے آنچل کی طرح وسیع اور اُس کی گود کی طرح محفوظ پناہ گاہ ہے، جہاں بغیر کسی تعصب کے تمام تہذیبیں از سر نو جنم لیتیں، ایک ساتھ رہتیں اور پوری آزادی کے ساتھ اپنا اظہار کرتی ہیں۔ کون سی ایسی تہذیب ہے جس کا بیان اُردو ناول میں ہونے سے رہ گیا ہو، اور کون سا کردار ہے جس کی تخلیق اس افسانوی دنیا میں نہ ہوئی ہو۔ عقائد و مذاہب کی بنیادوں پر استوار تہذیبیں ہوں یا علاقوں اور خطوں میں محیط تہذیبیں، معاشرے اور طبقات کے حوالے سے وجود میں آنے والی تہذیبیں ہوں یا معاشی اور تعلیمی صورت حال کے نتیجے میں جنم لینے والی تہذیبیں، عہد عتیق کی تہذیبیں ہوں یا نئی سائنسی اور تجارتی دنیا کے جلو میں نمو پانے والی تہذیبیں، اُردو ناول کی چھوٹی سی دنیا میں یہ تمام تہذیبیں اپنے تنوع اور زندگی کی ہماہمی کے ساتھ موجود ہیں، اور پھر یہ کہ اُن کے پروردہ کردار بھی اپنے خدوخال اور خصائل کے ساتھ اس تخلیقی دنیا میں چلتے پھرتے نظر آتے ہیں ۔“(۱۰)

ڈاکٹر صلاح الدین درویش نے اُردو ناول کی تدریس کے نئے تناظرات پر مفصل بحث کی ہے، جس میں انھوں نے نئی صدی کے تناظر میں تدریس ناول کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے۔ انھوں نے پرانی تدریس جس میں ناول کا خلاصہ بیان کر کے چند بنیادی فنی مبادیات کو زیر بحث لایا جاتا ہے سے اختلاف کرتے ہوئے اب اس طریقہ تدریس سے آگے بڑھنے اور ناول کی مختلف جہات کو منظر عام پر لانے کے حوالے سے زور دیا ہے۔ محمد غالب نشتر نے ہم عصر ہندوستانی ناول نگاروں کے ناولوں میں موضوعاتی تنوع پر سیر حاصل تحقیقی و تنقیدی بحث کی ہے۔ عمر فرحت نے زبان کے تخلیقی استعمال اور اُردو ناول نگاری میں زبان دانی کی کرشمہ سازیوں اور زبان دانی کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس حصہ کے تمام مضامین بہترین تحقیقی و تنقیدی مضامین ہیں جو کہ اکیسویں صدی کے آغاز میں ناولاتی تنقید کی فضا کو بدلنے کے لیے راہ ہموار کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ اس حصے کے تمام مضامین ندرت موضوعات، تحقیقی

و تنقیدی معیارات، ناول نگاری کی مختلف جہات، ترجیحات، پرانی روایات سے انحراف اور نئی تدریس، تحقیق، تنقید اور نئے انداز تجزیات کی طرف ایک روشن باب کی طرح دکھتے ہیں۔

حصہ پنجم ناولوں سے منتخب ابواب پر مشتمل ہے جس سے قارئین ناول کے لیے نئے ناولوں سے آگاہی، نئے ناولوں کے موضوعات سے آگاہی، اُسلوب اور اکیسویں صدی کی ناول نگاری سے آشنائی کے لیے اہمیت کا حامل ہے۔ تخلیق اپنے ساتھ اپنے تنقیدی معیارات بھی لاتی ہے اس لیے ان ابواب کی تنقید میں بھی بڑی اہمیت ہے جس سے ناقدین نئے تنقیدی معیارات کو بھانپتے ہوئے پہلے سے موجود معیارات کو بدلنے میں کردار ادا کرتے ہیں۔

سہ ماہی "آبشار" کے ناول صدی نمبر میں کل اڑتالیس (۴۸) مضامین شامل ہیں۔ اگر ان تمام مضامین کو اکٹھا کر کے کتابی صورت میں مرتب کر کے شائع کر دیا جائے تو یہ ناولاتی تنقید میں ایک اہم اضافہ اور انتقادِ ناول پر احسان عظیم ہو گا۔ کیوں کہ زیر نظر شمارہ ناپید ہو رہا ہے اور اگر اس کی تمام کاپیاں دسترس میں نہ رہیں تو یہ اُردو ناول کی تنقید میں ایک خلا پیدا ہو جائے گا کیوں کہ اکیسویں صدی میں اُردو ناول کی تنقید میں اس شمارے کو نظر انداز کر کے تنقیدی تاریخ کو مرتب نہیں کیا جا سکتا۔ اس شمارے کے تمام مضامین اپنے موضوعات، مواد اور تحقیقی و تنقیدی پیش کے اعتبار سے اپنی الگ اہمیت کے حامل ہیں۔ محمد سلیم فواد کندی نے ان تمام مضامین کو جس محنت، لگن اور مشقت سے جمع کیا اور پھر جس ترتیب سے ان منتشر پاروں کو منظم شکل و صورت میں "آبشار" کے توسط سے اُن کو قارئین ادب اور بالخصوص قارئین ناول تک پہنچایا اس پر وہ مبارک باد اور داد و تحسین کے مستحق ہیں۔ یہ شمارہ ناولاتی تنقید میں ایک خاص مقام و مرتبے کا حامل ہے اور اس کو اُردو ناول کی جدید تنقیدی تاریخ کہا جا سکتا ہے۔ اس شمارے کی اہمیت و افادیت کے حوالے سے وجیہہ بتول اپنے ایم۔ فل کے مقالہ "اُردو رسائل کے ناول نمبر (تحقیقی و تنقیدی مطالعہ)" میں لکھتی ہیں۔

> "آبشار کا یہ خاص شمارہ جدید اُردو ناول کی ایک صدی کا تنقیدی خزینہ ہے۔ ۴۳۲ صفحات کے اس شمارے میں گذشتہ ایک صدی کے دوران اُردو میں لکھے گئے ناولوں، ناول نگاروں اور متعلقہ تنقیدی مباحث (موضوعات، فنی و فکری اور اُسلوبیاتی مطالعے وغیرہ) پر بیش قیمت تحریریں یک جا پیش کرنے کی کامیاب سعی کی گئی ہے۔" (۱۱)

محمد سلیم فواد کندی نے سہ ماہی "آبشار" ناول صدی نمبر کو جس طرح مرتب و منظم کیا۔ ناول پر ۴۸ مضامین اکٹھے کیے، اُن کو نظم و ضبط کے ساتھ منظم کیا۔ ناول نگاروں سے انٹرویو کیے، ناولوں سے منتخب ابواب کو شامل شمارہ کیا۔ تاثراتی مضامین کو الگ کیا، درمیانے درجے کے مضامین کو الگ جگہ رکھا اور بہترین مضامین کا انتخاب کر کے اس کو الگ حصہ میں جگہ دی یہ اُن کی محنت، ریاضت، ناول سے شناسائی، ناول سے محبت اور اُردو ادب سے لگن کا نتیجہ دکھائی دیتا ہے۔ اس شمارے میں ناول کی فکر اور فن دونوں حوالوں سے مضامین ملتے ہیں جو کہ نقد ناول کے لیے کسی قیمتی خزانے سے کم نہیں۔ زیر نظر شمارہ انتقادِ ناول میں ایک شاندار اور مثبت اضافہ ہے۔ اس کی اہمیت انتقادِ ناول میں کبھی کم نہ ہو گی کیوں کہ اس میں پیش کردہ مضامین انتقادِ ناول کا وسیع و وقیع سرمایہ ہیں جن کی تاریخی و تنقیدی اہمیت سے کسی صورت انکار ممکن نہیں ہے۔

حوالہ جات

۱۔ ضیاء اللہ، سہ ماہی آبشار کا تعارفی و توضیحی مطالعہ، غیر مطبوعہ، مقالہ برائے بی۔ایس، سرگودھا: شعبہ اُردو، یونی ورسٹی آف سرگودھا، ۲۰۱۸ء تا ۲۰۲۳ء، ص:۶

۲۔ محمد سلیم فواد کندی، ابھی عشق کی منزلیں اور بھی ہیں، مشمولہ: سہ ماہی "آبشار"، شمارہ نمبر ۴، فروری 2017ء، ص:۵

۳۔ محمد سلیم فواد کندی، مستنصر حسین تارڑ سے انٹرویو، ایضاً، ص:۳۶۔۳۵

۴۔ مبین مرزا، ہم کہاں قسمت آزمانے جاتے (مستنصر حسین تارڑ کی ناول نگاری: چند تاثرات)، ایضاً، ص:۲۰

۵۔ محمد حمید شاہد، خالدہ حسین کا ناول: کاغذی گھاٹ، ایضاً، ص:۴۸، ۱۴۷

۶۔ ایضاً، ص:۱۴۸

۷۔ خالد اقبال یاسر، خلیج از خالد فتح محمد: ایک ابتدائی مطالعہ، ایضاً، ص:۱۹۶

۸۔ ممتاز احمد خاں، ناول، جاگے ہیں خواب میں؛ تشکیک اور یقین کی حیرت انگیز کتھا، ایضاً، ص:۲۶۶

۹۔ قاسم یعقوب، لاشعور کی نفسیاتی گرہیں اور کہانی کا خواب، ایضاً، ص:۲۷۹

۱۰۔ ابو بکر عباد، ڈاکٹر، اُردو ناول کی تہذیبی جہات اور چند اہم کردار، ایضاً، ص:۵۳، ۲۵۲

۱۱۔ وجیہہ بتول، اُردو رسائل کے ناول نمبر (تحقیقی و تنقیدی مطالعہ)، غیر مطبوعہ، مقالہ برائے ایم۔فل، سرگودھا: شعبہ اُردو، یونی ورسٹی آف سرگودھا، ۲۰۲۱ء تا ۲۰۲۳ء، ص:۴۵

References in Roman Script:

1. Ziaullah, Seh Mahi Aabshar Ka Taarufi-o-Tauzihi Mutala'a, unpublished BS thesis (Sargodha: Department of Urdu, University of Sargodha, 2018–2023), p. 6.
2. Muhammad Saleem Fawad Kundi, "Abhi Ishq Ki Manzilein Aur Bhi Hain," in Seh Mahi Aabshar, No. 4 (February 2017), p. 5.
3. Muhammad Saleem Fawad Kundi, "Mustansar Husain Tarar Se Interview," ibid., pp. 35–36.
4. Mubeen Mirza, "Hum Kahan Qismat Aazmane Jate (Mustansar Husain Tarar Ki Novel Nigari: Chand Tassurat)," ibid., p. 20.
5. Muhammad Hameed Shahid, "Khalida Hussain Ka Novel: Kaghazi Ghat," ibid., pp. 147–148.
6. Ibid., p. 148.
7. Khalid Iqbal Yasir, "Khaleej Az Khalid Fateh Muhammad: Aik Ibtidai Mutala'a," ibid., p. 196.
8. Mumtaz Ahmad Khan, "Novel Jaage Hain Khwab Mein: Tashkeek Aur Yaqeen Ki Hairat Angez Katha," ibid., p. 266.
9. Qasim Yaqoob, "Lashaoor Ki Nafsiati Girhein Aur Kahani Ka Khwab," ibid., p. 279.
10. Abu Bakr Abbad, "Urdu Novel Ki Tehzibi Jihat Aur Chand Aham Kirdar," ibid., pp. 252–253.
11. Wajiha Batool, Urdu Rasail Ke Novel Number (Tehqeeqi-o-Tanqeedi Mutala'a), unpublished MPhil thesis (Sargodha: Department of Urdu, University of Sargodha, 2021–2023), p. 45